جانوروں کی کھالوں کی دباغت کی مروجہ صورتیں اوران کے شرعی احکام

The Current Types of Tanning and its Rulings in Shari'a

ڈاکٹر فرہاد اللہ [i] ڈاکٹر فضل عمر [ii] فیصل محمود [iii]

Abstract

The Almighty Allah has created this universe and He knows the best about the characteristics of each and every thing. Those things, which are good and useful, have been declared permissible (Halal) and those which are unsafe, harmful and untidy, have been termed as prohibited (Haram) by Him. However, chemical and physical change in a permissible thing may lead to prohibition in specific conditions.Due to industrial revolution, a large number of utility items and edibles are being manufactured in factories. Generally, Gelatin is used in the production of medicines, ice-cream and sweets; which is obtained from animals. As far as the case of western or Non-Muslim countries is concerned, Gelatin is gained from the prohibited animals such as pig which is strictly forbidden in Islamic course of law. Common source of Gelatin is the hides and bones of the "pig" which go through a chemical process known as "Tanning". In Islamic jurisprudence, tanning can be done either by using chemicals or by using natural methods of drying through air, sunlight and dust. In the following paper, the current process of tanning the hides of permissible and forbidden animals will be discussed in order to elaborate the status of permissibility or prohibition in the viewpoint of various jurists. Similarly, the by-products, obtained during the process of tanning, shall also be debated in detail and suggestions for improvement will be presented.

Key Words: Current Types of Tanning, Shari'a Rulings, Halal, Haram

---

i ڈائریکٹر سنٹر فار ریلیجئس سٹڈیز/اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کوہاٹ

ii سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ، گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول توغ بالا، کوہاٹ

iii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے انتہائی محبت ہے اسی محبت کی وجہ سے وہ چیزیں جس میں انسانوں کے لیے فائدہ ہو حلال قرار دی ہیں اور ہر وہ چیز جس کی ذات میں گندگی وخباثت ہے یا جو چیزیں انسان کی صحت و عقل کے لیے نقصان دہ و مضر ہیں، اس کے استعمال کو حرام قرار دیا گیا ہے اور جو چیزیں لذیذ و پاکیزہ اور انسان کے حق میں مفید ہیں ان کو حلال قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [1]

"اے ایمان والو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ۔"

اہل ایمان کو صرف ان چیزوں کے کھانے کا حکم ہے جو حلال ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزیں ہی پاک اور مفید ہیں حرام کردہ اشیاء ناپاک ہیں چاہے وہ کسی نفس کو کتنی ہی اچھی کیوں نہ لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے فرائضِ منصبی میں یہ بات شامل فرمائی کہ لوگوں کو حلال و حرام کی تمیز سکھائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ [2]

"وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے"

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ حلال کو اختیار کریں اور حرام سے اجتناب کریں۔

شریعت اسلامیہ کے معجز ہونے کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ نت نئے پیش آنے والے مسائل کے حل کو اپنے اندر اصول و قواعد کی صورت میں سموئے ہوئے ہے، دین اسلام ہر زمان و مکان کے لئے ایک مکمل نظام حیات ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [3]

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔"

یہ بات تو واضح ہے کہ کھانے پینے، پہننے اور استعمال کی مختلف اشیاء مثلاً: بیکری آئٹمز، کولڈ ڈرنکس، فاسٹ فوڈز، کاسمیٹکس وغیرہ کے اجزائے ترکیبی مختلف ذرائع سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ اگر یہ ذرائع نباتات یا معدنیات سے ہوں تو ان کا فیصلہ کرنا بہت آسان ہوتا ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ معدنیات اور نباتات سب حلال ہیں [4] سوائے ان کے جو زہریلی یا نشہ آور ہوں اور فقہی قاعدہ کلیہ ہے:

الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ حَتَّى يَدُلُّ الدَّلِيلُ عَلَى التَّحْرِيمِ [5]

"اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں جب تک کہ کوئی دلیل ان کے حرام ہونے پر دلالت نہ کرے۔"

لیکن کھانے پینے، پہننے اور استعمال کی مختلف چیزوں کے ذرائع اگر مصنوعی ہوں اور ان کا ماخذ جانور یا ان کے اعضاء و اجزاء یا کھال ہوں تو ایسی مصنوعات کی حلت و حرمت کا فیصلہ کرنا محنت طلب ہوتا ہے، کیونکہ سب سے پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جانور حلال ہے یا حرام؟ پھر اگر حلال بھی ہے تو کیا اسے شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا تھا یا نہیں؟ اور اس کی کھال کی دباغت ہوئی ہے یا نہیں؟ اسلامی شریعت میں اس کے استعمال کی کس حد تک اجازت دی گئی ہے؟ وغیرہ۔ لہٰذا ایسے اجزائے ترکیبی سے متعلق درست شرعی حکم ماہرینِ شریعت ہی صادر کر سکتے ہیں۔ جس کے لیے انہیں متعلقہ سائنسی ماہرین سے بھی معاونت لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے مشکوک اجزائے ترکیبی کی نشاندہی ضرور ہونی چاہیے تاکہ صانعین و صارفین حلال اشیاء سے فائدہ اٹھائیں اور حرام سے اجتناب کر سکیں۔ موجودہ دور میں جانوروں کی کھالوں سے مختلف قسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں لیدر کی پوری انڈسٹری معرض وجود میں آئی ہے، اسی طرح کھانے پینے کے متعدد اشیاء اور ادویات وغیرہ میں جیلاٹین کا استعمال عام ہے اور کولاجن جو جیلاٹین کا بنیادی ماخذ ہے یہ تمام جانوروں کی کھال کی مکمل اندرونی جلد کے 90 سے 95 فیصد حصے پر مشتمل ہوتا ہے اور جانوروں کی کھال کے درمیانی حصے میں موجود اس کثیف پرت میں ہوتا ہے جو چربی، پٹھوں، رگوں اور گوشت وغیرہ سے خالی ہوتا ہے۔ شرعی طور پر دباغت کے بعد ہی کھال سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

"جس کھال کو دباغت دی گئی وہ پاک ہو گئی[6]۔"

اس لیے اس آرٹیکل میں سب سے پہلے دباغت کا تعارف پیش کر کے اس کا شرعی حکم واضح کیا گیا ہے، پھر حلال اور حرام جانوروں کی کھالوں کی دباغت بیان کر کے آخر میں خلاصۂ بحث پیش کیا گیا ہے۔

دباغت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

دباغت کے معنی کسی ذریعہ سے کھال کی سڑن اور کچے پن کو دور کرنے کے ہیں اور لغت میں دبغ الجلد دبغا ودباغا ودباغة[7] کا مصدر ہے جس کے معنی کھال کو پکا کر صاف کرنے کے ہیں، کھال کے پکانے والے کو" الدباغ" کہتے ہیں اور" الدبغ والدباغ " چمڑا پکانے کے مصالحہ کو کہتے ہیں اور جس جگہ چمڑا پکایا جاتا ہے اس کو المدبغہ کہا جاتا ہے[8]۔ مثلاً کہتے ہیں :المطر يدبغ الارض بمائه[9] وہ بارش جو زمین کو پانی سے صاف کر دے، تو لغوی تعریف اس کی یوں ہیں:

الدِّبَاغُ بِكَسْرِ الدَّالِ عِبَارَةٌ عَنْ إِزَالَةِ الرَّائِحَةِ الْكَرِيهَةِ وَالرُّطُوبَاتِ النَّجِسَةِ بِاسْتِعْمَالِ الْأَدْوِيَةِ أَوْ بِغَيْرِهَا[10]

"یعنی کوئی کیمیکل استعمال کر کے یا بغیر استعمال کے کھال کی نجاست، رطوبت اور بدبو زائل کرنے کو دباغت کہتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں Tanning کہتے ہیں[11]۔"

کھالوں کی دباغت کئی طریقوں سے ہوتی ہے اور دباغت کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً:

1. **الصباغة**: رنگریزی کا پیشہ، الصبغ والصبغة والصباغ (کسرہ کے ساتھ) کا ایک ہی معنی ہے یعنی رنگ، الصبغ مصدر ہے، جیسے کہا جاتا ہے: صبغ الثوب صبغاً کپڑے کو رنگنا، اس کے معنی اصل میں بدلنا ہے، چمڑے وغیرہ میں تبدیلی کا عمل ہوتا ہے[12]

2. **التتریب**: یہ "ترب" کا مصدر ہے، یعنی خاک میں ڈالنا، جب چمڑے کی بدبو اور اس کی رطوبت دور کرنے کے لئے اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے، تو کہا جاتا ہے: تربت الاهاب تتریباً، یہ حکمی دباغت کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔

3. **التشمیس**: یہ "شمست الشئ" کا مصدر ہے یعنی جب کسی چیز کو دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کھال دھوپ میں پھیلا دی جائے تاکہ اس کی رطوبت خشک ہو جائے اور بدبو ختم ہو جائے فقہائے کرام نے اس کو حکمی دباغت قرار دیا ہے[13]۔

فقہاء کی اصطلاح میں لفظ دباغت کا اطلاق اس کے لغوی معنی پر ہی ہوتا ہے اور دباغت سے مراد کھال کے زائد اجزاء یعنی رطوبت و نمی کو دور کرنا جس کی وجہ سے کھال سے بدبو آتی ہے، اور ان کے زائل کرنے سے کھال صاف ہو جاتی ہے، اس طرح کہ اگر کھال کو پانی میں بھی ڈال دیا جائے تو بدبو واپس نہ لوٹے[14]۔

دباغت کی مشروعیت

دباغت منافع بخش پیشہ ہے اور لوگوں کے مفاد اس سے وابستہ ہیں اسی وجہ سے یہ مباح ہے۔ فقہاء کرامؒ نے اس کے جواز پر مختلف احادیث سے استدلال کیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" جس چمڑے کو دباغت دی گئی وہ پاک ہو جاتا ہے[15]۔"

اس لئے کہ دباغت چمڑے کی بدبو اور فساد کو دور کر کے اس کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے لہذا دباغت شدہ چمڑوں سے فائدہ اٹھانا درست ہو جاتا ہے[16]۔

کھالوں کی دباغت کے بارے میں صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدہ میمونہؓ کی آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری کا صدقہ دیا گیا وہ مر گئی آپ ﷺ کا اس پر سے گزر ہوا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی تم اس کو رنگ (یعنی دباغت) کر کے اس سے نفع اٹھاتے، انہوں نے کہا یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے[17]۔ اس بارے میں ایک اور روایت میں آیا ہے حضرت ابن وعلہؓ فرماتے ہیں:

"میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ ہم مغربی ملک میں رہتے ہیں ہمارے پاس مجوسی مشکوں میں پانی لاتے ہیں تو آپ نے فرمایا پی لیا کرو میں نے کہا کیا یہ آپ کی رائے ہے؟ توابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھال کو رنگ دینا اس کو پاک کر دیتا ہے[18]۔"

عام طور پر جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے لیکن بعض فقہاء نے کھال کے ساتھ ساتھ جانوروں کے مختلف اجزاء کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بھی کھال کی طرح ہیں مثلاً مثانہ، آنت اور اوجھڑی وغیرہ جو دباغت قبول کرنے اور پاک ہونے میں کھال کی طرح ہیں، علامہ شامیؒ نے " البحر الرائق " کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر مثانہ کو دباغت دینے کے بعد اس میں دودھ رکھا گیا تو جائز ہے، اسی طرح اوجھڑی اگر اس کی اصلاح اور دباغت ممکن ہے تو وہ بھی پاک ہو جائے گی، امام ابو یوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ چیزیں پاک نہیں ہوں گی اس لئے کہ یہ گوشت کی طرح ہیں لیکن اگر مردہ بکری کی آنت کی دباغت واصلاح کی جائے اور اس کو ساتھ رکھ کر نماز پڑھے تو درست ہے اس لئے کہ اس سے تانت بنایا جاتا ہے اور یہ عمل دباغت کی طرح ہے۔[19] فقہ حنبلی میں ہے کہ آنت سے تانت بنانا دباغت ہے ایسا ہی اوجھڑی کا حکم ہے اس لیے کہ یہی عرف عام ہے[20] کھال چونکہ جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے اس لئے سب سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ حلال و حرام جانور کون کون سے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے حلال وحرام جانوروں کا بیان

بہت ساری چیزوں کی طرح جانوروں سے فائدہ اٹھانا بھی اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ [21]

"اے ایمان والو! (اپنے) عہد پورے کرو۔ تمہارے لئے چوپائے جانور (یعنی مویشی) حلال کر دیئے گئے (ہیں) سوائے ان (جانوروں) کے جن کا بیان تم پر آئندہ کیا جائے گا۔"

اور حلال جانوروں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ[22]

"(اللہ نے) آٹھ جوڑے پیدا کئے دو (نرومادہ) بھیڑ سے اور دو (نرومادہ) بکری سے۔ (آپ ان سے) فرمادیجئے: کیا اس نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ، یا وہ (بچہ) جو دونوں ماؤں کے رحموں میں موجود ہے؟"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جو آٹھ قسم کے مویشی یعنی بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے پیدا کئے ہیں، چار قسم کے جانور مادہ اور نر ملا کر آٹھ قسم کے ہو گئے، ان سب کا حلال ہونا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور جن جانوروں کو حرام کیا ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم پر مردار (یعنی بغیر شرعی ذبح کے مرنے والا جانور) حرام کر دیا گیا ہے اور (بہایا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت اور وہ

جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مرا ہوا (جانور) اور (دھار دار آلے کے بغیر کسی چیز کی) ضرب سے مرا ہوا اور اوپر سے گر کر مرا ہوا اور (کسی جانور کے) سینگ مارنے سے مرا ہوا اور وہ (جانور) جسے درندے نے پھاڑ کھایا ہو سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا، اور (وہ جانور بھی حرام ہے) جو باطل معبودوں کے تھانوں (یعنی بتوں کی مخصوص قربان گاہوں) پر ذبح کیا گیا ہو[23]۔"

جن جانوروں کا گوشت انسان کے لئے مضر ہے، خواہ جسمانی طور پر کہ اس سے انسان کے بدن میں بیماری کا خطرہ ہو، یا روحانی طور پر کہ اس سے انسان کے اخلاق اور قلبی کیفیات خراب ہونے کا خطرہ ہو، ان کو قرآن نے خبائث قرار دیا اور حرام کر دیا اور جن جانوروں میں کوئی جسمانی یا روحانی مضرت نہیں تو ان کو طیب اور حلال قرار دیا۔ اس آیت میں فرمایا ہے کہ حرام کئے گئے تم پر مردار جانور۔ مردار سے مراد وہ جانور ہیں جو بغیر ذبح کے یا کسی بیماری کے سبب یا طبعی موت سے مر جائیں۔ ایسے مردار جانور کا گوشت طبعی طور پر بھی انسان کے لئے سخت مضر ہیں اور روحانی طور پر بھی، اس آیت میں حرام جانوروں کو مختلف گروہوں میں ذکر کیا ہے:

1. مردار خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے مرا ہو۔ طبعی موت سے یا کہیں سے گر کر یا لاٹھی لگنے سے یا سینگ کی ضرب سے یا کسی درندے نے مار ڈالا ہو، سب صورتوں میں حرام ہے۔
2. وہ خون جو ذبح کرتے وقت رگوں سے باہر نکل کر بہہ جاتا ہے، حرام ہے اور جو گوشت کے ساتھ لگا رہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے:

" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے۔ دو مردار تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں (یہ دونوں جمے ہوئے خون ہیں)[24]۔"

3. خنزیر یا سؤر جو نجس العین ہے، اس کا صرف گوشت کھانا ہی حرام نہیں بلکہ یہ زندہ یا مردہ اس کی کسی بھی چیز سے استفادہ جائز نہیں۔
4. ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر مشہور کر دی جائے۔

جانوروں کی حلت و حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ضابطہ بیان فرمایا ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ایک (لمبے تیز) دانت والے درندے کا گوشت کھانا حرام ہے[25]۔"

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے پرندوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا:

"پرندوں میں جو پنجوں سے شکار کرنے والے ہیں وہ بھی حرام ہیں: ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر ایک (لمبے تیز) دانت والے درندے اور ہر ایک پنجے والے پرندے کا (گوشت) کھانے سے منع فرمایاہے[26]۔"

اس میں تو دورائے نہیں ہیں کہ حلال جانوروں کی کھال سے دباغت کے بعد ہر طرح کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے لیکن کیا مردار جانوروں اور درندوں وغیرہ کی کھالوں سے دباغت کے بعد فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے ؟اس کے بارے میں فقہائے کرام نے مختلف رائے پیش کی ہیں، جن کو تفصیلاً بیان کیا جائے گا، لیکن پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دباغت کی کتنی قسمیں ہیں عام طور پر فقہائے کرام نے دباغت کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے:

أ. **دباغتِ حقیقی**: دباغتِ حقیقی سے مراد ایسی دباغت ہے جس میں نمک یا کوئی اور کیمیکلز (بائیوایسڈز مثلاً ڈائی تھائیو کارب میٹس اور فنگس سایڈز مثلاً تھائیو سیانو میتھائل) کے ذریعے کھال کی تمام رطوبات اس طرح ختم کی جائیں کہ اس کے بعد کھال خراب نہ ہو۔

ب. **دباغتِ حکمی**: دباغت حکمی سے مراد یہ ہے کہ کھال کو فطری طریقہ سے صاف کیا جاتا ہے یعنی کھال کو ہوا، مٹی اور سورج کی حرارت کے ذریعے سے خشک کر کے صاف کیا جائے۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ دباغت کے ذرائع کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں کھال سے رطوبت، خباثت اور بدبو زائل کرنے کی صلاحیت ہو اور دباغت دینے والے شخص کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ فقہاءِ شوافع، مالکیہ اور ایک قول حنبلی فقہاء کا ہے کہ ذرائع دباغت کا پاک ہونا شرط نہیں ہے اس لیے کہ دباغت کی حکمت و مقصد کھال کی عفونت و بدبو کو زائل کرنا اور اسے ہمیشہ کے لئے فائدہ مند بنانا ہے، لہذا جو چیز بھی اس کام یعنی دباغت میں کارآمد ثابت ہو اس سے دباغت درست ہو گی خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک ہو[27]۔ جبکہ حنابلہ کا ایک قول یہ ہے کہ نجس چیزوں سے دباغت حاصل نہیں ہوتی ذرائع دباغت کا پاک ہونا شرط ہے، اس لئے کہ طہارت نجس چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی[28]۔

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ ہر اس چیز سے دباغت حاصل ہو گی جس میں خباثت اور بدبو زائل کرنے کی صلاحیت ہو اور کھال کی بدبو اور چربی وغیرہ کو زائل کرتی ہے ایک حقیقی جیسے سلم کے درخت کے پتے اور اس جیسی باقی چیزیں، دوسری حکمی جیسے کھال پر مٹی ڈالنا، اس کو دھوپ میں رکھنا یا ہوا میں ڈالنا اور اگر کھال خشک ہو جائے اور استحالہ[29] نہ ہو تو پاک نہیں ہو گا۔ فقہائے احناف کے یہاں حکمی اور حقیقی دباغت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے سوائے ایک صورت کے کہ اگر مردہ جانور کی کھال کو دباغت حقیقی کے بعد پانی میں ڈال دیا جائے تو نجاست نہیں لوٹے گی جبکہ دباغت حکمی کے بعد پانی میں ڈالنے سے نجاست

واپس آتی ہے[30]۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دباغت ان چیزوں سے حاصل ہو جاتی ہے جو اس کے لیے مروج ہیں اور مرورِ زمانہ سے وہ چیزیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ موجودہ زمانے میں مختلف قسم کے کیمیکلز اور مشینوں کے ذریعے سے کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے اور کھالوں کی دباغت نے ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کرلی ہے۔

دباغت کی مروجہ صورتیں اور ان کے احکام

دباغت کی لغوی اور فقہی تحقیق کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں دباغت کے طریقۂ کار کو واضح کیا جائے تاکہ کلاسیکل لٹریچر اور فقہاء کی آراء بمعہ ادلہ کی روشنی میں جدید تصور اور طریقۂ کار کا موازنہ ہو جائے جس سے مکمل طور پر شرعی مؤقف اور حکم قائم کرنے میں بہت حد تک آسانی ہو جائیگی۔

متعدد قسم کے معاصرانہ، مروجہ طریقہ ہائے کار برائے دباغت بظاہر مختلف کارخانوں اور فیکٹریوں میں معمولی فرق کیساتھ یکساں ہیں اور کھالوں کو متعدد مراحل سے گزار کر تقریباً وہی مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں جس کا شریعت حکم کرتی ہے اور دباغت سے کھالوں کو عامۃ الناس کی فلاح و بہبود کیلئے احسن طریقے سے زیر استعمال لایا جاتا ہے. غور کرنے سے اور فی زمانہ دباغت کے عمل کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات تحقیق کیساتھ لکھی جاسکتی ہے کہ کھال کی دباغت کا عمل مختلف مراحل میں منقسم ہے. مثلاً دباغت سے پہلے کا عمل اور عمل دباغت۔

أ. **دباغت سے پہلے کا عمل**: ان اُمور / عملیات میں ایک عملیہ کیا جاتا ہے جس کو معاصر اصطلاح میں سوکنگ کہا جاتا ہے جس میں کھال کو لگی نمک کو دور کیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ پانی ملا کر پہلی حالت کی طرح گیلا کیا جاتا ہے. نمک کے ساتھ ساتھ اور مختلف چیزوں کو بھی ہٹا دیا جاتا ہے جیسے غلاظت، خون کی نالیاں اور حل شدہ پروٹین وغیرہ، اس عمل میں پانی کا بکثرت استعمال ہوتا ہے اور تقریباً تین سو سے چار سو فیصد پانی ہر مرحلے میں درکار ہوتا ہے۔ عمل میں تیزی لانے کیلئے کیمیکلز کے استعمال کے باوجود تقریباً 4 – 3 گھنٹے لگ جاتے ہیں. اس مقصد کے لئے یا تو تیزاب استعمال ہوتا ہے، اور یا پھر الکلائی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تیزاب یا الکلائی کے استعمال کے نتیجہ میں کھال سے بال، گوشت، پٹھے، رگیں، پسینے کے غدود، البیومن اور دیگر پروٹین ہٹ جاتے ہیں، اور کھال کی صرف اندرونی تہہ (کوریئم لیئر) باقی رہ جاتی ہے۔

ب. **لائمنگ** کھالوں کی دباغت کے سلسلے میں دوسرا اہم عمل لائمنگ کہلاتا ہے جس میں کیمیائی مواد استعمال کیے جاتے ہیں، یعنی کھال سے بال اور گوشت کو ہٹانے کیلئے چونے کا پتھر استعمال ہوتا ہے. اس سے ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ جلد کے سوراخ کھل جاتے ہیں اور جلد پھیل جاتی ہے. اور غیر ضروری چیزیں ہٹ جاتی ہیں، لہذا مکمل صفائی حاصل ہونے کے بعد اور

سب رطوبات کے زائل ہونے پر یہ دباغت حقیقی شمار ہوگی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ دباغت شدہ کھال دوبارہ خراب نہ ہو، لائمنگ کے بعد مذکورہ کھال کے پروٹین جس کو کلوجن کہاجاتاہے سے بذریعہ ہائیڈرالسس کے طریقہ کار کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے انسائیکلوپیڈیا آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں ہے:

"Hydrolysis: Chemical reaction in which molecules of a substance are split into smaller molecules by reaction with water [31]"

ہائیڈرالسس: ایک کیمیائی عمل ہے جس میں پانی کے ذریعہ سے کسی مادے کے ذروں (مالیکیول) کو چھوٹا کیا جاتاہے۔ پروٹین کے ڈھانچے میں ایک کیمیائی تغیر پیدا کیا جاتاہے جس کے نتیجے میں جیلاٹین حاصل کی جاتی ہے۔ ماہرینِ فن کا کہنا ہے کہ کھال کے ساتھ جو کیمیائی مواد استعمال کیا جاتاہے اس کا Ph 12-13[32] ہوتاہے ورنہ کھال کے بال زائل نہیں ہوں گے۔ جیسا کہ لیدر سائنس کی کتاب میں ہے:

"Liming…. For industrial processing condition, the ph must be 12-13.if the ph is lower the unhearing chemistry does not work….[33]"

"Liming" "صنعتی کاروائی کے لیے ضروری ہے کہ 12pH یا 13 ہو۔ اگر pH اس سے کم ہو تو کیمیائی عمل جس سے کھال کے بال ختم ہوتے ہیں وہ نہیں ہوگا۔"

اس سے واضح ہوتاہے کہ مذکورہ عمل سے کھال کو دباغت شدہ قرار دینا درست ہے کیونکہ وہ لائمنگ کے دوران کیمیائی عمل کی وجہ سے صاف ہو کر دوبارہ خراب نہیں ہوتا اس لیے کہ مذکورہ کیمیائی مواد جراثیم کے قائم ہونے سے مانع ہیں۔

ت. **Deliming:** یعنی دوبارہ سے کھال کو لائمنگ سے پاک کیا جاتاہے. اس کیلئے عام طور پر خاص قسم کے Salt ammonium استعمال ہوتے ہیں تاکہ PH لیول کو 8-8.5 تک لایا جاسکے اور تیزابیت کو کم کیا جاسکے جیسے Sulphates یا Chlorides وغیرہ اس کے بعد کھال کو مزید دوسرے مراحل سے گزارا جاتاہے اور ہر قسم کی غیر ضروری اشیاء سے پاک کر دیا جاتاہے۔ ان مراحل میں Pickling، Balning اور Degreasing شامل ہیں دنیا بھر میں نباتاتی دباغت 1850ء تک استعمال کی جاتی تھی لیکن اس کے بعد کیمیائی طریقہ دباغت کے لئے استعمال ہونے لگا جسے عام طور پر کروم طریقہ کہا جاتاہے کیونکہ نباتاتی طریقہ میں 50 سے 60 دن تک کا وقت لگتا تھا اور ساتھ ہی افرادی قوت بھی زیادہ درکار ہوتی تھی لیکن اس کے مقابلے میں کیمیائی طریقہ میں زیادہ سے زیادہ ایک دن درکار ہوتاہے۔ اس لئے دنیا بھر میں تقریباً 90 فیصد کھالوں کی دباغت اس طریقے سے کی جاتی ہے۔ کروم دباغت نباتاتی دباغت سے اس طرح مختلف ہے کہ اس میں چمڑے کو کیمیائی مواد تیزابی اور نمکین محلول میں رکھا جاتاہے جسے

عام طور پر تین طریقوں یعنی انیلین(aniline) نیم انیلین (semi-aniline)اور پگمنٹیڈ(Pigmented)سے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل عام طور پر ایک دن کے اندر مکمل ہو جاتا ہے۔ ایک تیزابی نمک کے آمیزے میں بھگونے کے بعد چمڑے کو کرومیم سلفیٹ Chromium(III) sulfate ($[Cr(H_2O)_6]_2(SO_4)_3$)میں سے گزارا جاتا ہے جہاں اس کی pH بڑھا کر(2.8-3.2)زیادہ لچکدار بنایا جاتا ہے۔ عام طور پر ایک ڈرم جس میں ایکسل لگا ہوتا ہے کے ذریعے گھمایا جاتا ہے اور اس پر باقاعدہ نظر رکھی جاتی ہے۔ چمڑا ایک ہلکے نیلے رنگ کا شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ کیمیکلز مصنوعات کو ایک لچکدار رنگ دیتا ہے جسے بمشکل ہی مدھم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مواد حرارت اور دباؤ کے لئے بغیر کسی نقصان کے زیادہ مزاحمت پیش کرتے ہیں اور پانی جذب ہونے کی بجائے اس پر سے صرف لڑکھڑاتے ہیں۔ کرومیم کی وافر مقدار میں دستیاب ہونے کی وجہ سے یہ طریقہ کم خرچ بھی ہے البتہ یہ زیادہ ماحول دوست نہیں ہے[34]۔

دباغت کا ایک اور طریقہ بھی آج کل مستعمل ہے۔ اس طریقے میں پہلے چمڑے کو ایک گھومتے ہوئے بڑے ڈرم میں ڈالا جاتا ہے جو نمک کے محلول سے بھرا ہوتا ہے۔ نرم ہونے پر چمڑے کی بیرونی تہہ (اپی ڈرمس)اور بال الگ کئے جاتے ہیں۔ پھر کیلشیم ہائیڈرو آکسائیڈ اور سوڈیم سلفائیڈ کے محلول میں اسے نرم اور لچکدار بنانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد چمڑے کو دو تہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اوپر والا نرم اور عمدہ ہوتا ہے جبکہ نچلے والا غیر چمکدار اور قدرے سخت ہوتا ہے۔ اس کے بعد کرومیم III کے محلول میں سے گزار کر اس کی دباغت کی جاتی ہے جو 24 تا 48 گھنٹے میں مکمل ہو جاتی ہے جو چمڑے کو چمکدار اور لچکدار بنا دیتی ہے[35]۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دباغت کی مروجہ طریقوں سے کھال کو دباغت شدہ قرار دینا درست ہے کیونکہ وہ لائمنگ کے مرحلے میں کیمیائی مواد کی وجہ سے مکمل صاف ہو کر دوبارہ خراب نہیں ہوتی کیونکہ مذکورہ کیمیائی مواد جراثیم کش ہوتے ہیں جس کی وجہ سے دوبارہ جراثیم پیدا نہیں ہوتے۔

حلال جانوروں کی کھالوں کی دباغت کے بارے میں فقہاء کی آراء

فقہاء کرامؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلال ماکول اللحم (یعنی وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے) کی کھال جب کہ وہ شرعی طریقے سے ذبح کر دئے گئے ہوں اور ان کی آلائشیں دباغت کے ذریعے دور کر دی گئی ہوں تو وہ پاک ہے[36]اور

مردہ مچھلی وغیرہ کی کھال جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو وہ بھی پاک ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مردہ جانوروں کی کھال دباغت سے پہلے ناپاک ہے، چاہے وہ ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم[37]۔ لیکن بعض علماء نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے الگ قول اختیار فرمایا ہے جیسا کہ امام زہری سے امام سیوطی، زرقانی اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ مردار کی کھال کو بغیر دباغت کے بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے[38]۔

ماکول اللحم مردہ جانوروں کی کھال کے بارے میں فقہائے کرام کے سات اقوال ہیں

1. دباغت سے کسی قسم کی طہارت حاصل نہیں ہوتی، امام مالک اور امام احمد کی مشہور روایتوں میں سے ایک ہے[39]۔
2. دباغت سے صرف ماکول اللحم جانوروں کی کھال پاک ہوتی ہے۔ امام مالک اور امام احمد کی دوسری روایت یہی ہے۔
3. دباغت سے ان مردہ جانوروں کی کھال پاک ہوتی ہے جو فی ذاتہ پاک ہوں[40]۔
4. دباغت سے خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہے[41]۔ یہ حنفیہ کا قول ہے۔ اور امام مالک سے بھی ایک روایت منقول ہے[42]۔
5. دباغت سے تمام کھالیں پاک ہو جاتی ہیں چاہے وہ خنزیر اور کتے کی بھی کیوں نہ ہوں۔ اہل ظواہر کا یہی قول ہے[43]۔
6. دباغت سے تمام کھالیں پاک ہو جاتی ہیں چاہے وہ خنزیر اور کتے کی بھی کیوں نہ ہوں، لیکن ان کی کھالیں صرف اوپر سے پاک ہوتی ہیں، اندر پاک نہیں ہوتیں[44]۔
7. دباغت کے بغیر بھی تمام مردار جانوروں کی کھال پاک ہوتی ہے اور اسکا استعمال جائز ہے[45]۔

ان تمام اقوال کو ہم مزید اختصار کے ساتھ دو اقوال میں منحصر کر سکتے ہیں۔

1. احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ دباغت سے مردہ جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہے خواہ وہ مردہ جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو، لہذا دباغت سے تمام مردہ جانوروں کی کھال پاک ہو جائے گی، صرف خنزیر کی کھال تمام فقہاء کے نزدیک دباغت دینے سے پاک نہیں ہو گی اس لئے کہ خنزیر نجس العین ہے اور نہ انسان کی کھال پاک ہو گی، اس لئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مکرم پیدا کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ[46]

" اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی"

شوافع کہتے ہیں کہ دباغت دینے سے کتے کی کھال پاک نہیں ہو گی جیسا کہ امام محمدؒ نے ہاتھی کی کھال کے بارے میں کہا ہے[47]۔

دباغت سے مردہ جانوروں کی کھال پاک ہونے کو فقہاء نے چند احادیث سے استدلال کیا ہے:

حضرت سلمہ بن محبقؓ سے روایت ہے:

"کہ غزوہ تبوک میں رسول کریم ﷺ نے ایک خاتون سے پانی طلب فرمایا۔ اس نے عرض کیا میرے پاس تو صرف وہی پانی ہے جو مردہ جانور کے مشکیزہ میں ہے۔ (یعنی میرے خیال میں وہ پانی پاک نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کی دباغت نہیں کی تھی؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تو وہ کھال دباغت سے پاک ہو گئی[48]۔"

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے مردار کی کھال کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دباغت دینے سے وہ (کھال) پاک ہو جاتی ہے[49]۔"

اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ دباغت دینے سے کھال پاک ہو جاتی ہے اور عقلی دلیل بھی ہے کہ جب نجاست سے یعنی چربی، خون اور رطوبت سے کھال دباغت کی وجہ سے صاف ہو جاتی ہے لہذا دباغت کھال کے لئے ایسے ہی ہے جیسے کپڑے کے لئے دھونا اور دباغت کھال کی درستگی کی حفاظت کرتی ہے اور اس کو قابل انتفاع بنا دیتی ہے۔ جہاں تک مذکورہ کلیہ کہ دباغت دینے سے کھال پاک ہو جاتی ہے سے خنزیر کو مستثنیٰ کرنے کی بات ہے تو دراصل خنزیر نجس العین ہے، یعنی اس کی پوری ذات ہی ناپاک ہے، خواہ زندہ رہے یا مردہ اس کا ناپاک ہونا خون اور رطوبت کی وجہ سے نہیں ہے، جیسا کہ دیگر جانوروں میں خون اور رطوبت کی وجہ سے نجاست ہوتی ہے، اس لئے خنزیر پاک ہونے کے لائق ہی نہیں ہے اور فقہاءِ شوافع نے فرمایا ہے کہ کتے کی کھال کی دباغت بھی نہیں ہو سکتی اس استثناء کے سلسلہ میں صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور ان میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھوئے[50]۔"

شافعی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ طہارت تو چونکہ خباثت سے حاصل کی جاتی ہے اور کسی پاک برتن میں تو فی نفسہ خباثت نہیں ہوتی، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتے کا پاک برتن میں منہ ڈالنا خباثت کا سبب ہے، کیونکہ کتے کا منہ ناپاک ہے تو اور اعضاء تو بدرجہ اولی ناپاک ہوں گے اور جب زندگی کتے سے نجاست کو نہیں ہٹا سکتی تو دباغت سے اس کی کھال بدرجہ اولی پاک نہیں

ہو سکتی، اس لئے کہ حیات تمام چیزوں کی طہارت کا سبب ہے اور دباغت صرف کھال کی طہارت کا ذریعہ ہے [51] فقہائے احناف نے دباغت سے کتے کی کھال کے پاک ہونے پر دباغت کے بارے میں وارد شدہ احادیث کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کتا نجس العین نہیں ہے، یہی صحیح قول ہے، اسی طرح ہاتھی بھی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے یہاں نجس العین نہیں ہے دلیل میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ ہاتھی کے دانت سے بنی ہوئی کنگھی سے کنگھا کرتے تھے۔ انسؓ فرماتے ہیں :

"کہ ہم نبی کریم ﷺ کو ہاتھی کے دانت کی کنگھی سے کنگھا کرتے ہوئے دیکھتے تھے [52]۔"

2. دوسری رائے مالکی اور حنبلی فقہاء کی ہے کہ دباغت سے مردار کی کھال پاک نہیں ہوتی، انکی دلیل قرآن کریم کا فرمان ہے: حرمت علیکم المیتة والدم [53] اور اگر سنت نبویہ کو رجوع کریں تو حضرت عبداللہ بن عکیمؓ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ایک خط آپ ﷺ کی وفات سے ایک یا دو ماہ قبل ملا جس میں لکھا ہوا تھا:

" حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں لکھا کہ مردار کی کھال یا اس کے پٹھوں سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جائے [54]۔"

اور اسی حضرت عبداللہ بن عکیم ہی سے سنن ابو داؤد میں ایک دوسری روایت ہے:

"عبداللہ بن عکیم فرماتے ہیں کہ ہم پر جہینہ کی سرزمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھا گیا جبکہ میں نوجوان لڑکا تھا اس میں یہ تھا کہ تم لوگ مردار کے چمڑے اور اس کے پٹھوں (اعصاب) سے فائدہ مت اٹھاؤ [55]۔"

ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار جانوروں کی کھال سے فائدہ اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور یہ انکی زندگی کے اواخر کا واقعہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ دوسری احادیث اس سے منسوخ ہو چکی ہیں۔ اسی طرح مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں جو احادیث آئی ہیں مالکی فقہاء ان کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ حدیثیں لغوی طہارت یعنی نظافت پر مبنی (محمول) ہیں، اسی لئے خاص حالات میں ان سے انتفاع جائز ہے۔ جبکہ عبداللہ بن عکیم کی مذکورہ روایت میں اضطراب بھی پایا جاتا ہے [56]۔

امام احمدؒ کی رائے ہے کہ ہر وہ جانور جو زندگی میں پاک تھا، مرنے کے بعد اس کی کھال دباغت سے پاک ہو جائے گی چاہے وہ غیر ماکول اللحم ہی کیوں نہ ہو جیسے مردار بکری، گائے، اونٹ وغیرہ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" جب کھال کی دباغت ہوئی تو وہ پاک ہو گئی[57]۔"

یہ حدیث ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم دونوں کو شامل ہے اس حدیث میں صرف وہ جانور شامل نہیں جو زندگی میں ناپاک تھے وہ دباغت سے پاک نہیں ہوں گے، کیونکہ دباغت عارضی نجاست جو موت کی وجہ سے طاری ہوتی ہے اس کو زائل کرتی ہے لہذا اس کے ماسوا نجاست باقی رہے گی۔ امام احمدؒ سے دوسری روایت صرف ماکول اللحم مردہ جانور کے پاک ہونے کی ہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ذكاة الأديم دباغه[58]

"کھال کی پاکیزگی اس کی دباغت ہے۔"

اور شرعی ذبح ماکول اللحم میں مؤثر ہوتا ہے اسی طرح دباغت صرف ماکول اللحم مردہ جانور کی کھال میں مؤثر ہو گی[59]۔

حرام جانوروں کی کھالوں کی دباغت کے بارے میں فقہاء کی آراء

فقہاء کرام کے یہاں اس مسئلہ میں مختلف آراء ہیں کہ حرام جانوروں اور مردار کی کھال دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر پاک ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جاتی ہو تو اس کا استعمال حلال و مباح ہو گا، اگر دباغت کے بعد بھی ناپاک ہی رہتا ہے تو اس کا استعمال حلال و درست نہ ہو گا۔ فقہائے احناف کے نزدیک سوائے خنزیر اور انسان کے کھال کے تمام جانوروں کی کھال دباغت کے بعد قابل استعمال ہو جاتی ہیں، خنزیر نجس العین ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناپاک ہے اور انسان کی کھال شرافت انسانی کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس سے انتفاع جائز ہے، ان کا خشک استعمال بھی درست ہے اور مرطوب اشیاء کے لئے بھی استعمال کرنا جائز ہے ایسی کھال پر نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے اور اس کے برتن سے وضو بھی کیا جاسکتا ہے[60] فتح القدیر میں علامہ ابن ہمامؒ نے متنبہ کیا ہے کہ بظاہر مردار کے چڑے کی پاکی سے خنزیر اور انسان کے استثناء سے محسوس ہوتا ہے کہ انسانی چمڑے کی اگر دباغت کر ہی لی جائے تو بھی وہ ناپاک رہیں گے، مگر ایسا نہیں ہے انسانی چمڑا بھی دباغت سے پاک ہو جائے گا البتہ اس کا استعمال انسانی شرافت کی وجہ سے کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہو گا[61]۔ وہ فقہاء خصوصاً احناف جو مردار جانوروں کی دباغت شدہ کھالوں کو پاک قرار دیتے ہیں ان کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات ہیں (ان روایات کو امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے) جبکہ ایک روایت میں تو صراحت ہے کہ حضرت میمونہؓ کی ایک بکری مر گئی، آپ ﷺ کا اس پر سے گزر ہوا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی کہ تم اس کو رنگ کر کے اس سے نفع اٹھاتے انہوں نے کہا یہ تو مردار ہے آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے[62] ۔اسی طرح جب حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایران کا علاقہ فتح ہوا تو مسلمانوں نے ان کے اسلحہ، نیام اور زین وغیرہ کا استعمال کیا جو جانوروں کی کھالوں سے بنائے گئے تھے حالانکہ اہل فارس کے ذبیحے مشرک ہونے کی وجہ سے مردار ہی کے حکم میں تھے[63] ۔اس کے باوجود مسلمانوں نے وہ استعمال کیے اس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مردار جانوروں کے کھالوں سے دباغت کے بعد فائدہ لیا جا سکتا ہے۔

فقہائے احناف میں امام محمدؒ کے نزدیک ہاتھی کی کھال بھی خنزیر ہی کی طرح باوجود دباغت کے پاک نہیں ہو گی جس کی وجہ سے اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہو گا[64]،اسی طرح حنفی فقہاء نے عام طور پر سانپ اور چوہے وغیرہ جیسے چھوٹے جانوروں کی کھالوں کو بھی ناقابل انتفاع قرار دیا ہے کیونکہ ان کی دباغت ممکن نہیں ہے، مگر موجودہ زمانہ میں چونکہ ان حشرات الارض کی کھالوں کو بھی دباغت دینا ممکن ہو گیا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ بھی دباغت کے بعد قابل انتفاع ہوں گے، حرام جانوروں اور مردار کی کھال دباغت کے بارے میں ایک دوسرا نقطہ نظر امام شافعیؒ کا ہے ان کے نزدیک بھی دباغت سے مردار جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہے البتہ ان کے نزدیک کتا بھی خنزیر ہی کی طرح نجس العین ہے لہذا کتے کی کھال بھی باوجود دباغت سے پاک نہیں ہو گی[65]۔

مالکی فقہاء کے نزدیک مردار کی کھال دباغت کے باوجود ناپاک ہی رہتا ہے[66] اور حنبلی فقہاء کا مشہور مذہب وہی ہے جو مالکیہ کا ہے اس بابت امام محمدؒ کے دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ جن جانوروں کا کھانا حلال ہے ان کی کھال پاک ہو گی، دوسرا قول یہ ہے کہ تمام جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جائے گی[67]، جو کہ جمہور کا قول ہے۔

دباغت شدہ کھال سے فائدہ حاصل کرنے کی صورتیں

مردار جانور کی دباغت شدہ کھال کا کھانا: غیر ماکول اللحم مردہ جانور کی کھال کھانا بہ اتفاق فقہاء ناجائز ہے خواہ دباغت سے پہلے ہو یا دباغت کے بعد ہو،اسی طرح ماکول اللحم مردہ جانور کی کھال دباغت سے پہلے کھانا درست نہیں ہے بلکہ اس کا کھانا بالاتفاق حرام ہے جہاں تک دباغت کرنے کے بعد کی بات ہے تو جمہور فقہائے کرامؒ عدم جواز کے قائل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ[68]

"تم پر مردار حرام کیا گیا ہے۔"

اور کھال بھی چونکہ "میتہ" کا ایک جز ہے اس لیے وہ بھی حرام قرار دی گئی ہے، نیز آپ ﷺ کا "میتہ" یعنی مردار کے بارے میں ارشاد ہے:

إنما حرم أكلها[69]

"یعنی صرف اس کا کھانا حرام ہے۔"

جمہور کے نزدیک مردار کی کھال دباغت کے بعد کھانا حلال نہیں ہے امام شافعیؒ کے اصحاب میں سے اَبو حامد سے ایک قول منقول ہے کہ دباغت کے بعد "میتہ" کا کھانا جائز ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جانور کو ذبح کرنا اس کی دباغت دینا ہے[70]۔"

جبکہ ماکول اللحم جانور کی کھال پاک ہے لٰہذا وہ ذبح شدہ جانور کی طرح ہو گیا [71]۔

دباغت شدہ کھال کی بیع واجارہ کرنا:

جب یہ بات واضح ہوئی کہ دباغت سے سوائے خنزیر اور کتے کے دوسرے جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہیں تو اس کی بیع، اجارہ، اس کا استعمال اور جس طرح ممکن ہو اس سے فائدہ اٹھانا درست و جائز ہو گا، البتہ اس کا کھانا جمہور فقہاء کے نزدیک جائز نہیں ہو گا۔ مالکی فقہاء نے مدبوغ (دباغت شدہ کھال)کا استعمال صرف خشک اشیاء میں جائز قرار دیا ہے، ان کے نزدیک مدبوغ میں دال اور لوبیا وغیرہ محفوظ رکھے جائیں، اسی طرح شہد، دودھ، گھی اور پھولوں کے عرقیات کو مدبوغ میں محفوظ رکھنا درست نہیں ہو گا البتہ نماز سے باہر دباغت شدہ کھال کا پہننا جائز ہے لیکن دوران نماز اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے[72]۔

خنزیر کی کھال کے بارے میں فقہاء کی آراء

مندرجہ بالا فقہاء کی آراء کی روشنی میں شرعی طور پر مذبوح حلال جانور کی کھال اور اس سے بننے والی مصنوعات کا استعمال بلا شبہ جائز ہے۔ حرام یا مردار جانور کی کھال کی اگر دباغت ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس سے بنی ہوئی مصنوعات کا خارجی استعمال جائز ہے البتہ خنزیر کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ جب بھی کھال سے مصنوعات تیار ہوتی ہیں تو پروسیسنگ کے دوران اس کی دباغت ہو ہی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ لٰہذا خنزیر کے علاوہ دیگر حرام جانوروں کے چمڑے سے بنی مصنوعات کا استعمال بغیر ذبح بھی جائز ہے کیونکہ ایسے چمڑے کو بغیر دباغت دیئے مصنوعات کی شکل میں لانا ممکن ہی نہیں۔ جبکہ خنزیر نجس العین ہونے کی وجہ سے حلال ہو ہی نہیں سکتا، حالانکہ موجودہ دنیامیں لیدر کی مصنوعات میں وافر مقدار میں حصہ خنزیر کی کھال ہی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یورپ سمیت تقریبا تمام مغربی ممالک میں گوشت کھانے کے لئے پہلی ترجیح خنزیر ہے. اس جانور کو پالنے کے لئے ان ممالک میں بہت سارے فارمز (farms)ہیں۔ خنزیر کی کھال اور ہڈیوں سے بہت بھاری مقدار میں جیلاٹین بنائیجاتی ہے اور اسی طرح کھانے پینے کی

متعدد اشیاء، ادویات، کاسمیٹکس، کیپسول کے خول اور فوٹو گرافی وغیرہ میں جیلاٹین کا استعمال عام ہے۔ مغربی ممالک میں تیار کی جانے والی جیلاٹین اکثر خنزیر کی کھال اور دوسری حرام چیزوں سے حاصل کی جاتی ہے تو شرعی نقطہ نظر سے اس کے جواز کی کوئی ظاہری صورت نظر نہیں آتی۔ پہلے جیلاٹین کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے:

خنزیر کی کھال سے حاصل ہونے والی اجزاء (جیلاٹین) اور ان کے استعمالات کی شرعی حکم:

جیلاٹین

یہ ایک بے رنگ یا ہلکے پیلے رنگ کا بے بو، بے ذائقہ، صاف شفاف، بھربھرا اور پانی میں حل پذیر پروٹین ہے، جو کولاجن سے حاصل کیا جاتا ہے، جبکہ کولاجن حیوانات (بشمول مچھلی اور پرندوں) کی کھال، اتصالی ریشے اور ہڈیوں سے حاصل کیا جاتا ہے[73]۔

جیلاٹین کا استعمال

حالیہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں اس کی کل سالانہ پیداوار تقریبا 3 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن ہے، جبکہ "Global Industry Analysts, Inc" جو مارکیٹ ریسرچ کے حوالے سے ایک انتہائی معتبر اور عالمی شہرت یافتہ ادارہ ہے کی رپورٹ کے مطابق 2017ء میں یہ پیداوار بڑھ کر تقریباً 4 لاکھ میٹرک ٹن تک پہنچ گئی ہے[74]، کیونکہ ادویہ، طاقت اور فٹنس کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء اور کاسمیٹکس کی صنعتوں میں اس کی طلب میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جیلاٹین کے اس قدر استعمال کی وجہ اس کے متعدد طبّی اور صنعتی فوائد ہیں جن کی اہمیت سے کوئی بھی ذی شعور انسان انکار نہیں کر سکتا، لیکن مسلمانوں کے لیے پریشان کن اور انتہائی تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ اس کا حصول زیادہ تر حرام ذرائع خصوصاً خنزیر کی کھال سے ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل تفصیلات سے ظاہر ہے:

> "جیلاٹین کی کل عالمی پیداوار کا 44 فیصد خنزیر کی کھال سے حاصل کیا جاتا ہے، 27 فیصد خنزیر کی ہڈیوں سے، 28 فیصد گائے کی ہڈیوں سے اور صرف ایک فیصد مچھلی اور دیگر ذرائع سے حاصل کیا جاتا ہے۔ جیلاٹین کی کل عالمی پیداوار کا 39 فیصد مغربی یورپ، 2 فیصد مشرقی یورپ، 20 فیصد شمالی امریکا اور 17 فیصد لاطینی امریکا تیار کرتے ہیں۔ باقی تمام ممالک کا حصہ 22 فیصد ہے[75]۔"

مذکورہ بالا حقائق کے پیشِ نظر ماہرین کی رائے میں اس وقت جیلاٹن کی کل عالمی پیداوار میں یقینی حلال جیلاٹن (جو مچھلی سے اور شرعی طریقے پر ذبح شدہ گائے سے ماخوذ ہوتا ہے) کا حصہ صرف 2 فیصد کے لگ بھگ ہے[76]۔ مذکورہ بالا

تفصیلات پڑھنے کے بعد ہمارے ذہنوں میں یقیناً یہ سوال گردش کر رہا ہو گا کہ جیلاٹن کے مسئلے کا حل کیا ہے؟ اس حوالے سے دو قابل عمل گزارشات درج ذیل ہیں:

1. سب سے بہترین حل تو یہ ہے کہ "حلال جیلاٹین" کا انتظام کیا جائے یعنی اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس کا ماخذ یا تو شرعی طریقے پر ذبح شدہ حلال جانور ہو یا پھر مچھلی۔ اگر مسلمان صانعین خود اس کی پیداوار شروع کر دیں تو یہ سونے پہ سہاگہ ہو گا، لیکن اگر اس طرح طلب کو پورا کرنا فی الحال ممکن نہ ہو تو موجودہ صانعین کو بھی اس پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اگر صارفین موثر آواز اٹھائیں تو صانعین ان کی طلب کو پورا کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ کوئی بھی بڑی کمپنی اپنی مارکیٹ کھونا نہیں چاہتی۔

2. دوسرا حل یہ ہے کہ جب تک "حلال جیلاٹین" کا مناسب انتظام نہیں ہو جاتا، اس وقت تک اس کے متبادل اجزائے ترکیبی استعمال کیے جائیں، جو ماہرین کے مطابق اس کے مقاصد کو بڑی حد تک پورا کر سکتے ہیں۔ چند ایک متبادل اجزا درج ذیل ہیں: پیکٹن (E-440)، کیراجینن (E-407)، ایگرایگر (E-406)، (E-415) وغیرہ۔[77] یہاں یہ وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اگر حرام ذرائع سے ماخوذ جیلاٹین کی ماہیت بدل جائے تو شرعاً اس کو حلال قرار دیا جائے گا، لیکن آیا اس میں ماہیت بدلتی بھی ہے یا نہیں؟ کوئی بھی سائنسدان اس کی ماہیت بدلنے کا قائل نہیں۔ علمائے کرام کے درمیان بھی اس حوالے سے اختلاف ہے، لہذا یہ مشکوک ہی ہے۔ اس اختلاف کے پیشِ نظر احتیاط اسی میں ہے کہ حرام ذرائع سے ماخوذ جیلاٹین استعمال نہ کی جائے۔ جیلاٹین ہڈی کا ایک اہم جز ہے جس طرح کہ گنے سے پہلے اس کا رس الگ کیا جاتا ہے پھر اس رس سے پانی خشک کر کے گڑ بنا دیا جاتا ہے اور پھر اس گڑ سے صرف گلوکوز الگ کر کے اس کی چینی بنا دی جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں تبدیلی ماہئیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی گنے سے بنی چینی کو تبدیل ماہئیت کہے (جو کہ قطعاً نہیں ہے) تو پھر الگ بات ہے۔ لہذا جیلاٹین جب جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کے حلال ہونے کے لیے حلال جانور اور اس کا شرعی طریقہ سے ذبح ہونا شرط ہے بصورت دیگر جیلاٹین کو حلال نہیں کہا جا سکتا۔

خلاصۂ بحث

شریعت اسلامیہ نے اپنے پیروکاروں کو پاک اور حلال چیزیں کھانے کی ترغیب دی ہے نیز خبیث، حرام اور ناپاک چیزیں کھانے سے منع کیا ہے۔ اہل ایمان کو صرف ان چیزوں کے کھانے کا حکم ہے جو حلال ہیں اور حرام چیزوں کے کھانے سے منع کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے دوسری چیزوں کی طرح جانوروں کو بھی حلال کیا ہے لیکن جن جانوروں کا گوشت انسان کے لئے مضر ہے، خواہ جسمانی طور پر ہو یا روحانی، ان کو قرآن نے خبائث کہا ہے اور حرام کر دیا، اور جن جانوروں میں کوئی جسمانی یا روحانی مضرت نہیں ہے، ان کو طیب اور حلال قرار دیا۔ دباغت کے لغوی معنی کسی بھی ذریعہ سے جانوروں کی کھالوں کے سڑن اور کچے پن کو دور کرنے کے ہیں، کھالوں کی دباغت کئی طریقوں سے ہوتی ہے اور فقہائے کرامؒ کے نزدیک دباغت سے مراد کھال کے زائد اجزاء یعنی چربی، رطوبت و نمی کو دور کرنا جس کی وجہ سے کھال سے بدبو آتی ہے، اور ان کے زائل کرنے سے کھال صاف ہو جاتی ہے، اس طرح کہ اگر کھال کو پانی میں بھی ڈال دیا جائے تو بدبو واپس نہ لوٹے، فقہاء کرامؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلال جانوروں کی کھال پاک ہے اور مردار جانوروں کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن نجس العین ہونے کی وجہ سے خنزیر کی کھال کسی بھی صورت میں پاک نہیں ہو سکتی جبکہ موجودہ زمانے میں اس کا استعمال بکثرت ہونے لگا ہے۔ اس لئے کہ زیادہ تر دنیا میں وہی چیز پھیلی ہوئی ہے جو مغربی ملکوں میں بنتی ہے مثلاً لیدر جس کا استعمال کافی زیادہ ہو گیا ہے اور اسی طرح کھانے پینے کی بہت ساری مصنوعی اشیاء میں استعمال ہونے والی خمیرہ کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر مردار جانوروں خصوصاً خنزیر کی کھال اور ہڈیوں سے حاصل کی جاتی ہے، اسی وجہ سے جیلاٹین اور اس سے بننے والی اشیاء کے بارے میں احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ علمائے کرام کے درمیان بھی اس حوالے سے اختلاف ہے، لہذا یہ مشکوک ہی ہے۔ اس اختلاف کے پیشِ نظر احتیاط اسی میں ہے کہ حرام ذرائع سے ماخوذ جیلاٹین استعمال نہ کی جائے۔ جیلاٹین جب جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کے حلال ہونے کے لیے حلال جانور اور اس کا شرعی طریقہ سے ذبح ہونا شرط ہے بصورت دیگر جیلاٹین کو حلال نہیں کہا جا سکتا۔ مغرب سے درآمد ہونے والی اشیاء کے بارے میں احتیاط کرنی چاہیے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ وہ چیزیں استعمال کی جائیں جن کے اجزاء اور مشمولات پاک اور حلال ہوں۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ حلال فوڈ اتھارٹیز قائم کر کے اس امر کو یقینی بنائیں کہ کوئی حرام چیز قصداً اور خطاءً مسلمانوں کی خوراک کا حصہ نہ ہو اور عام مسلمانوں میں بھی یہ شعور ہو کہ وہ حرام اجزائے ترکیبی کو پہچان سکیں اور اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں اور ہر اس چیز سے اجتناب کریں جو حرام یا مشتبہ اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہو۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ البقرہ 2: 172

2 سورۃ الاعراف 7: 157

3 سورۃ المائدہ 5: 03

4 القرطبی، محمد بن عبداللہ، الجامع لأحکام القرآن 1: 251، دار الکتب المصریہ، القاہرۃ (س۔ن)

5 السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الاشباہ والنظائر 1: 60، دار الکتب العلمیہ، 1423ھ

6 مسلم، أبوالحسن بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طہارہ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث (366) دار احیاء التراث العربی، بیروت، (س۔ن)

7 الحموی، أحمد بن محمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، بیروت مادہ (دب غ)، المکتبہ العلمیہ، 1415ھ

8 نفس مصدر

9 فیروز آبادی، أبوطاہر مجد الدین، القاموس المحیط، فصل الدال، مؤسسۃ الرسالہ لبنان، 1410ھ

10 مبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم، تحفۃ الأحوذی بشرح جامع ترمذی 5: 327 دار الکتب العلمیہ، بیروت (س۔ن)

11 Hornby, A.S (1999) The Oxford Advance Learners Dictionary, Pp: 1220 Oxford University Press, 5th Ed.

12 المصباح المنیر، مادہ "صبغ"

13 العینی، أبومحمد محمود بن أحمد، البنایہ شرح الہدایہ 1: 472، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1420ھ

14 ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبدالعزیز، رد المحتار علی الدر المختار 1: 203، دار الفکر بیروت 1412ھ

15 النسائی، أبوعبدالرحمن أحمد بن شعیب، السنن الصغریٰ للنسائی، حدیث (4241) مکتب مطبوعات الإسلام حلب، 1406ھ

16 شمس الدین، محمد بن أحمد، مغنی المحتاج إلی معرفۃ معانی ألفاظ المنہاج 1: 162، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ

17 صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طہارہ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث (363)

18 صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طہارہ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث (366)

19 رد المحتار علی الدر المختار 1: 204

20 ابن حسن، منصور بن یونس بن صلاح الدین، کشاف القناع عن متن الأقناع 1: 287، دار الکتب العلمیہ (س۔ن)

21 سورۃ المائدہ 5: 01

22 سورۃ الانعام 6: 143

23 سورۃ المائدہ 5: 03

24 ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمۃ باب الکبد والطحال، حدیث (3314) دار الرسالہ العالمیہ، 1430ھ

25 صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من الحیوان باب إذا غاب عنہ الصید ثم وجدہ، حدیث (1933)

26 صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من الحیوان باب إذا غاب عنہ الصید ثم وجدہ، حدیث (1934)

27 حاشیہ ابن عابدین 1 : 203

28 ابن قدامہ، أبو محمد موفق الدین عبداللہ بن أحمد بن محمد بن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ 1: 287، مکتبہ قاہرہ، 1388ھ

29 اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنی حقیقت اور ماہیت سے نکل کر کسی اور ماہیت اور حقیقت میں مکمل تبدیل ہو جائے۔

30 حاشیہ ابن عابدین الشامی 1: 203

31 Encyclopedia of Science and Technology (Oxford) 1998 Page: 186

32 Ph ایک پیمانہ ہے جس کے ذریعہ تیزاب کی قوت اور الکلائی کی قوت معلوم کی جاتی ہے۔

33 The science of leather, Anthony D.Covington (2009) P:135.

34 http://leathermilk.com/leather-tanning-methods/ date:10/03/2017

35 http://keleenleathers.com/the-tanning-process ,date:05/03/2017

36 المغنی لابن قدامہ 1: 85

37 نفس مصدر 1: 89

38 شرح الزرقانی 3: 113

39 المغنی لابن قدامہ 1: 89

40 نفس مصدر 1: 89- 90

41 تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعی 1: 26

42 الحاوی للفتاوی للسیوطی 1: 13

43 المحلی لابن حزم 1: 118

44 الحاوی للفتاوی للسیوطی 1: 13

45 شرح صحیح مسلم للنووی 2: 54

46 سورۃ الإسراء 17: 70

47 شمس الدین، محمد بن أحمد، مغنی المحتاج إلی معرفۃ معانی ألفاظ المنہاج 1: 585، دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ

48 سنن نسائی کتاب الفرع والعتیرہ، باب جلود المیتۃ حدیث (4243)

49 سنن نسائی کتاب الفرع والعتیرہ، باب جلود المیتۃ حدیث (4245)

50 صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب حکم ولوغ الکلب حدیث (279)

51 النووی، ابوزکریا محی الدین، المجموع شرح المہذب 1: 115، دار الفکر (س۔ن)

52 بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، سنن الکبریٰ، جماع أبواب الأوانی، باب المنع من الادہان فی عظام الفیلۃ، وغیرہا مما لا یؤکل لحمہ، حدیث (حدیث 98) دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2003ء

53 سورۃ المائدۃ 5: 3

54 جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی جلود المیتۃ إذا دبغت، حدیث (1729)

55 ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، حدیث(4127)، المکتبہ العصریۃ، بیروت (س۔ن)

56 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان 2: 286

57 صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طہارہ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث(366)

58 مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث(20067)

59 المغنی لابن قدامہ 1: 51-52

60 المرغینانی، ابوالحسن برھان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل، الہدایہ فی شرح بدایہ 1: 92، داراحیاء، بیروت، 1980ء

61 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر 1 : 92 -93، دارالفکر (س۔ن)

62 صحیح مسلم کتاب الحیض، باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ حدیث(363)

63 المغنی لابن قدامہ 1 : 50

64 نفس مصدر

65 مغنی المحتاج 1: 82

66 الشرح الصغیر 1: 51

67 ملخص المغنی: 53-54

68 سورۃ المائدہ 5: 3

69 صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب جلود المیتۃ حدیث(5531)

70 مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث(20067)

71 حاشیہ ابن عابدین الشامی 1: 203

72 کشاف القناع 1: 54

73 http://www.food-info.net/uk/glossary/g.htm, date: 12/03/2017

74 http://www.strategyr.com/Gelatin_Market_Report.asp, date:25/12/2016

75 http://www.gelatin-gmia.com/gelatinhandbook.html, date:12/02/2017

76 http://shariahandbiz.com/~shariaha/index.php, date:15/03/2017

77 http://www.food-info.net/uk/qa/qa-fi45.htm, date:12/02/2017